عن عمر بن الخطاب انه وجد ريح طيب بذي الحليفة فقال ممن هذه الريح فقال معاوية مني يا امير المؤمنين فقال منك لعمري فقال طيبتني ام حبيبة وزعمت انها طيبت رسول الله صلى الله عليه وسلم عند احرامه فقال اذهب فاقسم عليها لما غسلته فرجع اليها فغسلته رواه احمد والبزار وزاد بعد الامر بغسله فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الحاج اشعث التفل ورجال احمد رجال الصحيح الا ان سليمان بن يسار لم يسمع عن عمر واسناد البزار متصل الا ان فيه ابراهيم ابن يزيد الخوزي وهو متروك۔ [1]

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ذوالحلیفہ میں خوشبو محسوس کی تو فرمایا: یہ خوشبو کس سے آرہی ہے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین! یہ خوشبو مجھ سے آرہی ہے! حضرت عمر نے فرمایا مجھے اپنی زندگی کی قسم، تم سے؟ حضرت معاویہ نے کہا مجھے ام حبیبہ نے خوشبو لگائی تھی اور انھوں نے کہا تھا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے وقت خوشبو لگائی تھی، حضرت عمر نے کہا: جاؤ اور جا کر انھیں خوشبو دھونے کی قسم دو! حضرت معاویہ ام حبیبہ کی طرف گئے اور انھوں نے اس خوشبو کو دھو دیا اس حدیث کو امام احمد اور امام بزار نے روایت کیا ہے اور مسند بزار میں دھونے کے حکم کے بعد یہ اضافہ ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حاجی بکھرے ہوئے بالوں والا اور خوشبو نہ لگانے کی وجہ سے بدبودار ہوتا ہے۔ مسند احمد کی روایت کے راوی صحاح ستہ کے راوی ہیں لیکن ان میں سے سلیمان بن یسار کا حضرت عمر سے سماع ثابت نہیں ہے اور مسند بزار کی حدیث متصل الاسناد ہے لیکن اس میں ابراہیم بن یزید خوزی نام کا راوی متروک الحدیث ہے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے، خواہ اس کی خوشبو احرام کے بعد بھی آتی رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کو خوشبو دھونے کا حکم احتیاطاً اپنے اجتہاد سے دیا تھا کہ حاجی کی شان یہ ہے کہ خوشبو نہ لگانے کی وجہ سے اس سے بُو آتی رہے' انھوں نے حضرت امیر معاویہ کی روایت کا انکار نہیں کیا تھا۔ علامہ الہیثمی نے اس حدیث کو ہر چند کہ ضعیف قرار دیا ہے لیکن یہ حدیث بخاری، مسلم، ابو داؤد، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ کی دیگر صحیح روایات کے مطابق ہے اور ان سے مؤید ہے اس لیے اس کا ضعف مضر نہیں ہے۔

مُحرم کے پھول سونگھنے میں مذاہب اربعہ

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ شرح المہذب میں ہے کہ محرم کے پھول سونگھنے کے بارے میں دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ پھول سونگھنا جائز ہے کیونکہ روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا: آیا محرم کا پھول سونگھنا

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج ۳ ص ۲۱۸، مطبوعہ مؤسسۃ المعارف بیروت، ۱۴۰۶ھ

جائز ہے؟ انھوں نے فرمایا ہاں! وہ پھول سونگھ سکتا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے لیے پھول سونگھنا جائز نہیں ہے اور صحیح یہ ہے کہ پھول سونگھنا حرام ہے اور اگر محرم پھول سونگھ لے تو اس پر فدیہ واجب ہے۔ حضرت ابن عمر، حضرت جابر، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا یہی قول ہے الآیہ کہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ فدیہ واجب نہیں کرتے اور امام احمد پھول سونگھنے کو جائز قرار دیتے ہیں [1]

حسب ذیل آثار امام ابوحنیفہ کے مؤید ہیں:

عن ابن عمر کان یکرہ شم الریحان للمحرم [2]

حضرت ابن عمر محرم کے پھول سونگھنے کو مکروہ قرار دیتے تھے۔

عن ابی الزبیر قال سالت جابرا ایشم المحرم الطیب؟ فقال: لا [3]

ابوالزبیر کہتے ہیں میں نے حضرت جابر سے سوال کیا کیا محرم خوشبو سونگھ سکتا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں!

کیا ازواج مطہرات میں دنوں کی مساوی تقسیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب تھی؟

حدیث نمبر ۲۰۳۸ اور ۲۰۳۹ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج کے پاس گئے اور صبح احرام باندھا، علامہ نووی لکھتے ہیں کہ فقہاء نے کہا ہے کہ ازواج میں سے ایک زوجہ کا کم از کم حصہ ایک رات ہے تو ایک رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج کے پاس کیسے تشریف لے گئے؟ اس کے دو جواب ہیں ایک جواب یہ ہے کہ جس زوجہ کی باری تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس زوجہ کی اجازت اور رضامندی سے باقی ازواج کے پاس تشریف لے گئے دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ازواج کی باریاں واجب نہیں تھیں اور آپ ان میں مساوات سے تقسیم اور سفر کے لیے قرعہ اندازی تکرماً اور تبرعاً کرتے تھے۔ علامہ اصطخری شافعی اور بعض دیگر علماء کا یہی قول ہے [4]

جن ازواج سے نکاح اور رخصتی ہوئی ان کی تعداد

علامہ عینی لکھتے ہیں کہ ازواج کی تعداد اور ان کی ترتیب میں اختلاف ہے۔ سب سے پہلے آپ نے حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے شادی کی، پھر حضرت سودہ بنت زمعہ سے پھر حضرت عائشہ بنت ابی بکر سے پھر حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب سے پھر حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ سے پھر حضرت جویریہ بنت الحارث سے (یہ غزوہ مریسیع میں قید ہو کر آئی تھیں) پھر حضرت زینب بنت جحش سے پھر حضرت زینب بنت خزیمہ سے پھر حضرت ریحانہ بنت زید سے (یہ بنو قریظہ سے تھیں ایک قول یہ ہے کہ یہ بنو نضیر سے تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قید کیا پھر آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا، چھ ہجری میں ان سے نکاح ہوا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو ان کا انتقال ہو گیا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں) پھر حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان سے پھر حضرت

---

[1] علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ۔ عمدۃ القاری ج ۹ ص ۱۵۷-۱۵۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ۔

[2] حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۴/۱ ص ۳۸۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی الطبعۃ الاولی ۱۴۰۶ھ

[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[4] علامہ یحیٰی بن شرف نواوی ۶۷۶ھ۔ شرح مسلم ج ۱ ص ۳۷۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، الطبعۃ الاولی ۱۳۷۵ھ۔

صفیہ بنت حیی بنت اخطب سے (یہ ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں سات ہجری میں غزوہ خیبر میں قید ہوئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا) پھر حضرت میمونہ[۴] بنت الحارث سے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ہجری میں مکہ سے دس میل دور مقام سرف میں عمرۃ القضاء کے موقع پر ان سے شادی کی) ان کے علاوہ آپ نے حضرت فاطمہ[۳] بنت الضحاک اور حضرت اسماء[۴] بنت النعمان سے شادی کی ، یہ چودہ ازواج ہیں۔ اور کل ازواج جن کے ساتھ صرف نکاح ہوا اور رخصتی نہیں ہوئی یا جن کی رخصتی بھی ہوئی ، بعض کو طلاق دیدی ، بعض فوت ہوگئیں ، بعض کو آپ نے پسند نہیں کیا۔ سب کی تعداد اٹھائیس ہے اور جن کو نکاح کا پیغام دیا لیکن ان کے ساتھ نکاح نہیں ہوا ان کی تعداد دس ہے ، علامہ عینی نے ان سب کے نام اور ضروری کوائف بالتفصیل ذکر کیے ہیں۔[۵]

حضرت انس سے ایک روایت ہے کہ آپ کے عقد میں بیک وقت نو ازواج تھیں اور حضرت انس سے دوسری روایت ہے کہ آپ کے عقد میں بیک وقت گیارہ ازواج تھیں۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۱ ، مطبوعہ کراچی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعدد ازدواج پر اعتراض کے جوابات

بعض عیسائی اور سوشلسٹ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ چار شادیاں کرنے کا حکم دیا ہے اور خود آپ نے ایک وقت میں نو ازواج سے شادیاں کیں ہیں ، کیا آپ میں اشتہاء زیادہ تھی ؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس سال تک زندگی تجرد میں گذاری۔ حالانکہ شباب کی امنگوں کا اصل زمانہ یہی ایام ہوتے ہیں۔ پھر اقرباء کے اصرار اور دوسری جانب سے درخواست پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا ، جن کی عمر ڈھل چکی تھی اور دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں ، تریپن سال کی عمر تک پورے سکون اور کامل اطمینان کے ساتھ اسی پاکباز رفیقہ حیات کے ساتھ زندگی بسر کی۔ یہ وہی زمانہ تھا۔ جب آپ دنیاوی مشاغل کو ترک کر کے غاروں اور پہاڑوں میں جا کر مسلسل کئی کئی دن تک خدائے واحد کی عبادت کرتے تھے۔ اور اللہ کی یہ نیک بندی آپ کے لیے توشہ تیار کرتیں اور آپ کی عبادت میں امداد اور معاونت کرتی تھیں۔ زندگی کا یہ دور عموماً نفسانی خواہشوں اور شہوانی جذبات کی ہنگامہ خیزیوں کا زمانہ ہوتا ہے لیکن بڑے سے بڑا معاند اور کٹر سے کٹر مخالف اور متعصب بھی آپ کی زندگی کے اس حصہ میں آپ کی عفت اور پاکبازی کے خلاف ایک حرف بھی نقل نہیں کر سکتا ، اور یہ ان کی سیرت کا ذکر ہے جن کی جسمانی قوت چالیس جنتی مردوں کے برابر ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۱ ، مطبوعہ اصح المطابع) اور ایک جنتی مرد کی طاقت دنیا کے سو مردوں کی طاقت کے برابر ہے (جامع ترمذی ص ۳۶۳ ، مطبوعہ نور محمد) گویا آپ کی طاقت چار ہزار مردوں کے برابر تھی ، اس حساب سے چاہیے تھا کہ چار ہزار بیویاں آپ کے نکاح میں ہوتیں ! پھر آپ کی شدید ریاضت اور ضبط نفس کا کیا ٹھکانا ہے کہ تریپن سال کی عمر تک ایک بیوہ کے ساتھ شادی کر کے زندگی گزار دی۔

حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد آپ نے حضرت عائشہ سے عقد کیا جو آپ کی ازواج میں تنہا کنواری خاتون تھیں ، ان کے علاوہ جس قدر ازواج آپ کے نکاح میں آئیں وہ سب بیوہ تھیں ، وصال کے وقت آپ کی نو ازواج تھیں ، حضرت عائشہ ، حضرت حفصہ ، حضرت سودہ ، حضرت ام سلمہ ، حضرت زینب ، حضرت ام حبیبہ ، حضرت جویریہ ، حضرت صفیہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن وارضاہن دنیا کا سب سے بے مثال انسان جو چار ہزار ازواج کا مستحق ہو اس کے

[۵] علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۲۱۶ ، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ، ۱۳۴۸ھ

عقد میں صرف نو ازواج دیکھ کر کوئی انصاف پسند اس پر کثرتِ ازواج کا الزام لگا سکتا ہے!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ترپن سال سے متجاوز ہو چکی ہے۔ عظیم الشان فتوحات کا تانتا بندھا ہوا ہے، اموالِ غنیمت کی ریل پیل ہے، اس کے باوجود آپ کسی ایک دن بھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھاتے، کبھی ایسے مسلسل دو دن نہیں آئے جب دونوں دن آپ کے گھر میں چولہا جلا ہو، جو کچھ آتا اللہ کے راستے میں دے دیتے۔ اختیاری فقہ و فاقہ سے پیٹ پر پتھر باندھتے، مہینوں ازواجِ مطہرات کے حجروں سے دھواں نہ اٹھتا صرف پانی اور کھجور پر گذارہ چلتا لگاتار روزہ رکھتے، کئی کئی دن افطار نہ کرتے۔ رات بھر قیام کی وجہ سے پاؤں پر ورم آجاتا۔ عیش وعشرت کا سامان تو کجا ازواج سے صاف کہہ دیا تھا کہ جسے آخرت کی زندگی پسند ہو وہ ہمارے ساتھ رہے اور جسے دنیا کا عیش عزیز ہو وہ چلی جائے، ان تمام حالات کے باوجود تمام ازواج کے حقوق ایسے احسن طریقے سے ادا کیے جن کا کوئی شخص تصور بھی نہیں کر سکتا۔ میدانِ جنگ میں جب کفار کے لشکر کے مقابلہ میں بڑے بڑے بہادر اور قوی جوان حوصلہ ہار جاتے تو آپ چٹان کی طرح ڈٹے رہتے، ازواج سے تعلق خاطر عبادت اور فرائض رسالت میں کبھی حائل نہیں ہوا یہی وجہ تھی کہ کفار اور مشرکین گو آپ کے دعوئ نبوت سے اختلاف تھا اور وحی الٰہی کا انکار کرتے تھے لیکن آپ کی عفت اور پاک سیرت کا وہ برملا اعتراف کرتے تھے، چاند کے شق ہونے اور ڈوبے ہوئے سورج کے لوٹ آنے سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ آپ نے خاک اڑانے اور گالیاں دینے والوں سے اچھا سلوک کیا، پتھروں سے گھائل کرنے والوں کو دعائیں دیں۔ ابن ابی کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور فتح مکہ کے بعد غلبہ پا کر تمام دشمنوں کو معاف کر دیا۔ ایسی بے نظیر سیرت اور کردار کے مالک شخص کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ انھوں نے نفسانی خواہش کی وجہ سے متعدد شادیاں کیں عدل وانصاف سے کس قدر بعید ہے!

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ متعدد شادیوں کی وجہ نفسانی خواہش نہیں تھی تو پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ آخر اس کی حکمت کیا تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیرونی اور خارجی زندگی میں مسلمانوں کے عمل کے لیے نمونہ تھا اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی اور عائلی زندگی بھی مسلمانوں کے عمل کے لیے اسوہ اور نمونہ تھا، پھر جس طرح بیرونی زندگی کی حکایت اور روایت کے لیے بہت سے مرد تھے اسی طرح آپ کے گھر کی زندگی کے حالات اور کوائف کو بیان کرنے کے لیے بہت سی عورتیں ہونی چاہیے تھیں، اس لیے کثرتِ ازدواج کی ایک اہم اور بڑی مصلحت یہ تھی کہ خانگی معاشرت اور نسوانی مسائل سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور آپ کے طریقہ اور سنت کی اشاعت کا ذریعہ مہیا ہو جائے۔

ایک اور وجہ یہ ہے کہ مختلف قبائل اور خاندانوں میں رشتۂ مناکحت کی وجہ سے ان کے ساتھ میل جول اور رابطہ وضبط بڑھا جس سے ان کی منافرت اور وحشت دور ہوئی اور آپ کے حسنِ معاملہ، پاکیزہ اخلاق اور بے لوث کردار کو دیکھ کر ان کے شکوک وشبہات کا ازالہ ہوا اور تبلیغ اسلام کی راہ ہموار ہوگئی، اور اللہ کے عبادت گذاروں، دین اسلام کے فدا کاروں اور دنیا کے ہادیوں کی ایسی عظیم جماعت تیار ہوئی جس سے زیادہ نیک سیرت اور پرہیزگار لوگ باستثناء رسل آسمان کے نیچے کبھی نہیں پائے گئے۔ کیا نفسانی خواہشات کا رسیا ایسی جماعت تیار کر سکتا ہے؟

تعددِ ازدواج سے متعدد قبائل اور خاندانوں کو آپ کے ساتھ رشتہ داری کا شرف حاصل ہوا جو عورتیں آپ کے نکاح میں آئیں وہ ام المومنین بن گئیں۔ بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ جن کے ساتھ آپ کا سسرالی رشتہ ہو جائے وہ رشتہ ان کے دخولِ جنت کا سبب بن جائیگا، اور اللہ تعالیٰ کو یہ دکھانا تھا کہ تم چار بیویوں میں عدل نہیں کرتے اور ہمارا رسول بیک وقت نو ازواج میں عدل وانصاف کر کے دکھاتا ہے اور یہ کہ نبی نے ہمیشہ تم سے جتنا عمل کے لیے کہا ہے خود اس سے زیادہ عمل کر کے دکھایا ہے۔ کیونکہ ہمارے نبی کا عمل قول سے ہمیشہ آگے رہتا ہے!